روزنامہ

ٹیلیفون نمبر 047-6213029 FD-10

الفضل

ایڈیٹر : عبدالسمیع خان

web: http://www.alfazl.org
email: editor@alfazl.org

جمعرات 10 دسمبر 2009ء 22ذوالحج 1430ہجری 10فتح 1388ہش جلد 59-94 نمبر 277

حضرت حزقیلؑ کی پیشگوئی

حضرت حزقیلؑ اپنے ایک رویا کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

کیا دیکھتا ہوں کہ اسرائیل کے خدا کی تجلی مشرق کی راہ کی طرف سے آئی اور اس کی آواز آب کثیر کے شور کی سی تھی اور زمین اس کی تجلی سے منور ہوگئی۔

﴿حزقیل باب 43 آیت 2﴾

ارشادات عالیہ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ

یاد رہے کہ ظاہری بزرگی اور وجاہت کے لحاظ سے اس خاکسار کا خاندان بہت شہرت رکھتا تھا بلکہ اس زمانہ تک بھی کہ اس خاندان کی دنیوی شوکت زوال کے قریب قریب تھی۔ میرے دادا صاحب کے اِس نواح میں بیاسی 82 گاؤں اپنی ملکیت کے تھے اور پہلے اِس سے وہ والیانِ ملک کے رنگ میں بسر کرتے تھے اور کسی سلطنت کے ماتحت نہ تھے اور پھر رفتہ رفتہ حکمت اور مشیت ایزدی سے سکھوں کے زمانہ میں چند لڑائیوں کے بعد سب کچھ کھو بیٹھے اور صرف چھ گاؤں ان کے قبضہ میں رہے اور پھر دو گاؤں اور ہاتھ سے جاتے رہے اور صرف چار گاؤں رہ گئے اور اس طرح پر دُنیوی شوکت جو کسی کے ساتھ وفا نہیں کرتی زوال پذیر ہوگئی۔ بہرحال یہ خاندان اس نواح میں بہت شہرت رکھتا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ نے نہ چاہا کہ یہ عزت صرف دنیوی حیثیت تک محدود رہے کیونکہ دنیا کی عزتوں کا بجز بے جا مشیخت اور تکبر اور غرور کے اور کوئی ماحصل نہیں اِس لئے اب خدا تعالیٰ اپنی پاک وحی میں وعدہ دیتا ہے اور مجھے مخاطب کر کے فرماتا ہے کہ اب یہ خاندان اپنا رنگ بدل لے گا اور اس خاندان کا سلسلہ تم سے شروع ہوگا اور پہلا ذکر منقطع ہو جائے گا اور اس وحی الٰہی میں کثرت نسل کی طرف بھی اشارہ ہے یعنی نسل بہت ہو جائے گی اور جیسا کہ بظاہر سمجھا گیا ہے۔ یہ خاندان مغلیہ خاندان کے نام سے شہرت رکھتا ہے۔ لیکن خدائے عالم الغیب نے جو دانائے حقیقت حال ہے بار بار اپنی وحی مقدّس میں ظاہر فرمایا ہے جو یہ فارسی خاندان ہے اور مجھ کو ابناء فارس کر کے پکارا ہے جیسا کہ وہ میری نسبت فرماتا ہے .... یعنی جو لوگ .... کر خدا تعالیٰ کی راہ سے روکتے ہیں ایک فارسی الاصل نے انکا رد لکھا ہے خدا اس کی اس کوشش کا شکر گزار ہے۔ پھر وہ ایک اور وحی میں میری نسبت فرماتا ہے........... یعنی اگر ایمان ثریا کے ساتھ معلق ہوتا تو ایک فارسی الاصل انسان وہاں بھی اس کو پالیتا۔ پھر اپنی ایک اور وحی میں مجھ کو مخاطب کر کے فرماتا ہے۔ یعنی توحید کو پکڑ و توحید کو پکڑ و اے فارس کے بیٹو۔

ان تمام کلمات الٰہیہ سے ثابت ہے کہ اس عاجز کا خاندان دراصل فارسی ہے نہ مغلیہ۔ نہ معلوم کس غلطی سے مغلیہ خاندان کے ساتھ مشہور ہو گیا اور جیسا کہ ہمیں اطلاع دی گئی ہے میرے خاندان کا شجرہ نسب اس طرح پر ہے کہ میرے والد کا نام میرزا غلام مرتضیٰ تھا اور اُن کے والد کا نام میرزا عطا محمد۔ میرزا عطا محمد کے والد میرزا گل محمد۔ میرزا گل محمد کے والد میرزا فیض محمد اور میرزا فیض محمد کے والد میرزا محمد قائم۔ میرزا محمد قائم کے والد میرزا محمد اسلم۔ میرزا محمد اسلم کے والد میرزا دلاور۔ میرزا دلاور کے والد میرزا الٰہ دین۔ میرزا الٰہ دین کے والد میرزا جعفر بیگ۔ میرزا جعفر بیگ کے والد میرزا محمد بیگ۔ میرزا محمد بیگ کے والد میرزا عبدالباقی۔ میرزا عبدالباقی کے والد میرزا محمد سلطان۔ میرزا محمد سلطان کے والد میرزا ہادی بیگ۔ معلوم ہوتا ہے کہ میرزا اور بیگ کا لفظ کسی زمانہ میں بطور خطاب کے انکو ملا تھا جس طرح خان کا نام بطور خطاب دیا جاتا ہے۔ بہرحال جو کچھ خدا نے ظاہر فرمایا ہے وہی درست ہے انسان ایک ادنیٰ سی لغزش سے غلطی میں پڑ سکتا ہے مگر خدا سہو اور غلطی سے پاک ہے۔

﴿حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد 22 ص 79﴾

آپ بھی پوچھیں

ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر پروگرام ''راہ ھدیٰ'' ہر ہفتہ کے روز اور ہر ماہ کے پہلے پیر کے روز پاکستانی وقت کے مطابق رات 9 بجے براہ راست نشر ہوتا ہے۔ اس پروگرام میں احمدیہ تعلیمات کے متعلق سوالات کے جوابات دیئے جاتے ہیں۔ اگر آپ کوئی سوال پوچھنا چاہتے ہوں تو اس پروگرام کے دوران Live فون کال یا فیکس پر سوال پوچھ سکتے ہے۔

فون نمبر 0044-2086878010
فیکس نمبر 0044-2086878037

﴿چیئر مین ایم ٹی اے انٹرنیشنل﴾

پلاسٹک سرجن کی آمد

مکرم ڈاکٹر ابرار پیرزادہ صاحب پلاسٹک/ہینڈ سرجری اور ہیئر ٹرانسپلانٹیشن کے ماہر مورخہ 12 دسمبر 2009ء کو فضل عمر ہسپتال ربوہ میں مریضوں کے معائنہ کے لئے تشریف لائیں گے۔ ضرورت مند احباب وخواتین سے گزارش ہے کہ ان کی خدمات سے استفادہ کے لئے ہسپتال تشریف لائیں اور پرچی روم سے اپنی رجسٹریشن کروا لیں اور مزید معلومات کے لئے استقبالیہ ہسپتال سے رجوع فرمائیں۔

﴿ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ﴾

ماہر قوت سماعت کی آمد

مکرم سلیم شاہد صاحب ماہر قوت سماعت مورخہ 13 دسمبر 2009ء کو فضل عمر ہسپتال ربوہ میں مریضوں کا معائنہ کریں گے۔

ضرورت مند احباب وخواتین سے گزارش ہے کہ وہ اپنی قوت سماعت کا معائنہ کروانے کے لئے ہسپتال تشریف لائیں اور پرچی روم سے اپنی رجسٹریشن کروا لیں۔

مزید معلومات کے لئے استقبالیہ ہسپتال سے رابطہ فرمائیں۔ ﴿ایڈمنسٹریٹر فضل عمر ہسپتال ربوہ﴾

مشعل راہ

محض ابتغاء مرضات اللہ کے لئے خرچ کرو

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز خطبہ جمعہ 7/نومبر 2003ء میں انفاق فی سبیل اللہ کا مضمون بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاول فرماتے ہیں کہ:

’’خوب یاد رکھو کہ انبیاء جو چندے مانگتے ہیں تو اپنے لئے نہیں بلکہ انہی چندہ دینے والوں کو کچھ دلانے کے لئے۔ اللہ کے حضور دلانے کی بہت سی راہیں ہیں ان میں سے یہ بھی ایک راہ ہے جس کا ذکر پہلے شروع سورۃ میں (۔) (بقرہ:4) سے کیا۔ پھر (۔) (بقرہ:178) میں۔ پھر اسی پارہ میں (۔) (بقرہ:255) سے۔ مگر اب کھول کر مسئلہ انفاق فی سبیل اللہ بیان کیا جاتا ہے۔ انجیل میں ایک فقرہ ہے کہ جو کوئی مانگے تو اسے دے۔ مگر دیکھو قرآن مجید نے اس مضمون کو پانچ رکوع میں ختم کیا ہے۔ پہلا سوال تو یہ ہے کہ کسی کو کیوں دے؟ سو اس کا بیان فرماتا ہے کہ اعلاء کلمۃ اللہ کے لئے خرچ کرنے والے کی ایک مثال تو یہ ہے کہ جیسے کوئی بیج زمین میں ڈالتا ہے مثل باجرے کے پھر اس میں کئی بالیاں لگتی ہیں۔

پھر آپ فرماتے ہیں: (۔) بعض مقام پر ایک کے بدلہ میں دس اور بعض میں ایک کے بدلہ میں سات سو کا ذکر ہے۔ یہ ضرورت، اندازہ، وقت و موقع کے لحاظ سے فرق ہے۔ مثلاً ایک شخص ہے دریا کے کنارے پر۔ سردی کا موسم ہے۔ بارش ہو رہی ہے۔ ایسی حالت میں کسی کو گلاس بھر کر دے دے تو کونسی بڑی بات ہے لیکن اگر ایک شخص کسی کو جبکہ وہ جنگل میں دوپہر کے وقت تڑپ رہا ہے پیاس کی وجہ سے جاں بلب ہو، محرقہ میں گرفتار، پانی دے دے تو وہ عظیم الشان نیکی ہے۔ پس اس قسم کے فرق کے لحاظ سے اجروں میں فرق ہے۔

پھر آپ ایک مثال بیان کرتے ہیں حضرت رابعہ بصری ایک دفعہ گھر میں بیٹھی ہوئی تھیں تو بیس مہمان آ گئے اور گھر میں صرف دو روٹیاں تھیں۔ انہوں نے ملازمہ سے کہا کہ یہ دو روٹیاں بھی جا کر کسی کو دے آؤ۔ ملازمہ بڑی پریشان اور اس نے خیال کیا کہ یہ نیک لوگ بھی عجیب بیوقوف ہوتے ہیں۔ گھر میں مہمان آئے ہوئے ہیں اور جو تھوڑی بہت روٹی ہے یہ کہتی ہیں کہ غریبوں میں بانٹ آؤ۔ تو تھوڑی دیر کے بعد باہر سے آواز آئی، ایک عورت آئی، کسی امیر عورت نے بھیجا تھا، اٹھارہ روٹیاں لے کر آئی۔ حضرت رابعہ بصریؒ نے واپس کر دیں کہ یہ میری نہیں ہیں۔ اس ملازمہ نے پھر کہا کہ آپ رکھ لیں، روٹی اللہ تعالیٰ نے بھیج دی ہے۔ فرمایا نہیں یہ میری نہیں ہیں۔ تھوڑی دیر بعد ہمسائی امیر عورت تھی اس کی آواز آئی کہ یہ تم کہاں چلی گئی ہو۔ رابعہ بصری کے ہاں تو بیس روٹیاں لے جانی تھیں۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے جو دو روٹیاں بھیجی تھیں اللہ تعالیٰ سے سودا کیا تھا کہ وہ دس گنا کر کے مجھے واپس بھیجے گا۔ تو دو کے بدلہ میں بیس آنی چاہئیں تھیں یہ اٹھارہ میری تھیں نہیں۔ تو حضرت خلیفہ اول فرماتے ہیں کہ یہ سچ ہے اور مجھے بھی اس کا تجربہ ہے اور میں نے کئی دفعہ آزمایا ہے۔ لیکن ساتھ آپ یہ بھی فرما رہے ہیں کہ خدا کا امتحان نہ لو۔ کیونکہ خدا کو تمہارے امتحانوں کی پرواہ نہیں ہے۔

پھر کہتے ہیں کہ یہ تو سوال ہو گیا کہ کیوں دے۔ اب بتاتا ہوں کہ کس طرح دے۔ اول تو یہ کہ محض ابتغاء مرضات اللہ دے، احسان نہ جتائے۔ پہلی بات یہ تھی کہ کیوں دے۔ اس لئے دے کہ اللہ تعالیٰ کے دین کی خاطر دینا ضروری ہے۔ پھر کس طرح دو۔ اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے لئے، اللہ تعالیٰ کے لئے دو نہ کہ احسان جتانے کے لئے۔

حضرت اقدس مسیح موعود فرماتے ہیں کہ:

’’خدا کی راہ میں جو لوگ مال خرچ کرتے ہیں ان کے مالوں میں خدا اس طرح برکت دیتا ہے کہ جیسے ایک دانہ جب بویا جاتا ہے تو گو وہ ایک ہی ہوتا ہے مگر خدا اس میں سے سات خوشے نکال سکتا ہے اور ہر ایک خوشہ میں سو (100) دانے پیدا کر سکتا ہے۔ یعنی اصل چیز سے زیادہ کر دینا یہ خدا کی قدرت میں داخل ہے اور درحقیقت ہم تمام لوگ خدا کی اسی قدرت سے ہی زندہ ہیں اور اگر خدا اپنی طرف سے کسی چیز کو زیادہ کرنے پر قادر نہ ہوتا تو تمام دنیا ہلاک ہو جاتی اور ایک جاندار بھی روئے زمین پر باقی نہ رہتا‘‘۔

(چشمۂ معرفت صفحہ 162)

پھر آپ فرماتے ہیں کہ: ’’تعبیر الرویا میں مال کلیجہ ہوتا ہے۔ اسی لئے خیرات کرنا جان دینا ہوتا ہے (یعنی مالی قربانی کی بھی بہت اہمیت ہے)۔ انسان خیرات کرتے وقت کس قدر صدق و ثبات دکھاتا ہے۔ اور اصل بات تو یہ ہے کہ صرف قیل و قال سے کچھ نہیں بنتا جب تک عملی رنگ میں لا کر کسی بات کو نہ دکھایا جاوے۔ صدقہ اس کو اسی لئے کہتے ہیں کہ صادقوں پر نشان کر دیتا ہے‘‘۔ (الحکم جلد 2 نمبر 2)

(روزنامہ الفضل 24 فروری 2004ء)

دعا کا چشمہ

آنکھیں ٹھنڈی چھایا ہیں اور چہرہ جس کا نُور
سدا بہار تبسم جس پہ رہتا ہے مستور
دیکھ کے جس کو آ جاتا ہے ہر بوٹے پہ بُور
کون حسیں ہے قسمت والا کون ہے وہ مخمور

نام زباں پر ایک ہی آتا ہے حضرت مسرور

اس کے چاہنے والوں کو ہے راس نہیں کچھ اور
اس کے پیار کا ساغر ہو تو پیاس نہیں کچھ اور
اس کی چاہت کر دیتی ہے چاہت پہ مجبور
جان نکلنے لگتی ہے جب ہوتا ہے وہ دور

نام زباں پر ایک ہی آتا ہے حضرت مسرور

اس کے ساتھ چمٹ کے رہنا ہے وجہِ توقیر
ایک دُعا کا چشمہ ہے وہ رحمت کی زنجیر
عرضی جس کی ہو جاتی ہے اُس در پہ منظور
اُس کی قسمت کھل جاتی ہے فضل کے پہلے پُور

نام زباں پر ایک ہی آتا ہے حضرت مسرور

زندہ کرتا جاتا ہے وہ سب مردہ اجسام
اُس کے گرد اکٹھی ہیں اب دنیا کی اقوام
ایک خُدا کے نام سے بھر کے دھرتی کا سیندور
بانٹ رہا ہے قریہ قریہ جنت کے طیور

نام زباں پر ایک ہی آتا ہے حضرت مسرور

﴿ناصر احمد سید﴾

﴿پبلشر و پرنٹر﴾طاہر مہدی امتیاز احمد وڑائچ﴿﴾مطبع: ضیاء الاسلام پریس﴿﴾مقام اشاعت﴾دارالنصر غربی چناب نگر﴿ربوہ﴾ قیمت 5 روپے

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا اسلوب بیان

حضرت مولانا ابوالعطاء صاحب جالندھری

قسط اول

ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کلدانیوں کے شہر اُور (علاقہ عراق) میں پیدا ہوئے تھے۔ اُور کے معنے نور کے ہیں۔ بائیبل کے مطابق ان کی ولادت کا زمانہ بابل کے اس مشہور واقعہ کے بعد کا زمانہ ہے۔ ''جب خداوند نے وہاں ساری زمین کی زبانوں میں اختلاف ڈالا۔'' (پیدائش 11/9)

گویا آج سے قریباً سوا چار ہزار برس قبل حضرت ابراہیم علیہ السلام ایک بت پرست اور ستارہ پرست گھرانے میں پیدا ہوئے تھے۔ وہ بچپن سے ہی زیرک اور ہوشیار ہونے کے علاوہ خالص موحد تھے۔ ان کی فطرت شرک اور بت پرستی سے سخت بیزار تھی۔ والد کی وفات کے بعد ان کے چچا نے اپنی آغوش محبت میں انہیں پالا تھا۔ اسے خیال تھا کہ ہونہار بھتیجا کل کو اس کے کام آئے گا اور اس کے کاروبار، بت فروشی کو فروغ دے گا مگر قدرت کو کچھ اور ہی منظور تھا۔ حضرت ابراہیمؑ اپنے بچپن سے ہی اس کاروبار سے متنفر تھے اور ان کی طبیعت ابتداء ہی سے بت پرستی کا سختی سے انکار کرتی تھی۔ ایک مشہور روایت ہے کہ جب حضرت ابراہیمؑ اپنے چچا کے حکم سے اپنے زمانہ طفلی میں اپنے چچیرے بھائیوں کے ساتھ بت فروشی کی دکان پر بیٹھے تھے اور ایک سفید ریش بوڑھے مشرک نے دکان سے مٹی کا بنا ہوا بت خریدا اور اس کی عبادت کرنے لگ گیا تو حضرت ابراہیمؑ نے عجیب انداز میں مسکراتے ہوئے اس بوڑھے سے کہا کہ تو اس سفید داڑھی کے ساتھ اس بت کے آگے سرنگوں ہو رہا ہے جسے ابھی کل بنایا گیا اور ابھی ابھی فروخت کے لئے اسے دکان پر لایا گیا ہے۔ اس دل میں کھب جانے والی طنز نے اس بوڑھے بت پرست کو دل برداشتہ کر دیا اور وہ بت چھوڑ کر چل دیا۔

اس واقعہ سے حضرت ابراہیمؑ کی طبیعت کی اٹھان ظاہر ہے اور اس سے ان کے طرز کلام پر بھی ایک روشنی پڑتی ہے۔ سچ ہے ع

ہونہار بروا کے چکنے چکنے پات

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مقام نبوت و رسالت کے لئے منتخب فرمایا اور انہیں حکم دیا کہ نسلِ آدمؑ کو شرک کی دلدل سے باہر نکالیں۔ اب حضرت ابراہیمؑ نے اپنی ساری قوتیں اور جملہ صلاحیتیں اس مشن کے لئے وقف کر دیں اور وہ شب و روز نور توحید کے پھیلانے میں منہمک ہو گئے۔

انبیاء علیہم السلام آسمانِ انسانیت کے درخشندہ ستارے ہوتے ہیں جو سماوی نشانات اور منقولی و معقولی براہین کے ذریعہ بھولی بھٹکی بشریت کو راہ حق پر لانے میں کوشاں ہوتے ہیں۔ زمانوں اور قوموں کے تقاضے الگ الگ ہوتے ہیں۔ زمانوں اور قوموں کے فہم و ادراک کے معیار علیحدہ علیحدہ ہوتے ہیں۔ نبی اپنی امت کا باپ ہوتا ہے۔ وہ ان کی ہمدردی میں سراپا محو ہوتا ہے۔ وہ ہر ممکن کوشش کرتا ہے کہ اس کے مخاطب اس کی بات کو پوری طرح سمجھ جائیں اور اس کا بیان ان کے دلوں کی گہرائیوں تک پہنچ جائے۔ اس لئے وہ ہر قسم کے تکلف اور تصنع سے مبرا کلام کرتا ہے اور دل پر اثر کرنے والی باتیں بیان کرتا ہے۔ سادہ سادہ جملوں سے جو دل میں اترتے جاتے ہیں وہ اپنے مطالب کو ادا کرتا ہے۔ بایں ہمہ اس کی عبارت نہایت فصیح اور معیاری ہوتی ہے اور وہ اپنے وقت میں اپنی قوم کی زبان کا پیمانہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے ہر رسول کو اس کی قوم کی زبان کے ساتھ بھیجا ہے تا وہ ان کے سامنے الٰہی منشاء کو پوری وضاحت کے ساتھ بیان کر دے۔ (ابراہیم : 4) اس آیت کریمہ میں بتایا گیا ہے کہ ہر قوم کے کامل معیار کے مطابق نبی اپنے مطالب کو ادا کرتا ہے۔ تا اتمام حجت میں کوئی کسر نہ رہ جائے۔ اس لئے ہر زمانہ میں بیان کے جتنے طریق متعارف ہوتے ہیں اور جو انداز بیان رواج پذیر ہوتا ہے نبی اسی کو اختیار کرتے ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں اس طریق بیان اور انداز صراحت میں ایسی اعلیٰ درجہ کی قادر الکلامی عطا فرماتا ہے جس کے سامنے ان کے دشمن گنگ رہ جاتے ہیں اور انہیں انبیاء کا لوہا ماننا پڑتا ہے۔ ہمارے اس بیان کا ہرگز یہ منشاء نہیں کہ نبی اپنے زمانہ کے نام نہاد متکلمین کا مقلد ہوتا ہے یا وہ اپنے سے پہلے اصطلاحی علم کلام کا طالب علم ہوتا ہے اور اس فن کے ماہرین کے مقرر کردہ ڈگر پر چلتا ہے۔ ہرگز نہیں۔ ہمارا منشاء صرف یہ ہے کہ نبی کو عوام اور خواص کے اذہان تک پہنچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے خاص قوت بیان عطا ہوتی ہے اور اسے ایسی فراست عطا کی جاتی ہے کہ اس کی باموقع اور برمحل گفتگو مردہ دلوں کے لئے آب حیات کا حکم رکھتی ہے۔ سعادت مند قلوب میں اس سے زندگی کی لہر پیدا ہو جاتی ہے اور معاند صفت مخاطب بھی لاجواب ہو کر چپ ہو جاتے ہیں۔ انبیاء کا یہ طریق بیان مختلف ہوتا ہے۔ انبیاء کی تاریخ پر نظر ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ درحقیقت وہ خود اپنے اپنے وقت میں خاص روحانی علم کلام کے موجد ہوتے ہیں۔ کبھی تو یوں دکھائی دیتا ہے کہ ایک نبی اپنے کلام میں اتنی تمثیلات استعمال کرتا ہے اور اس کثرت سے مجاز و استعارات لاتا ہے کہ بیگانے تو بیگانے خود اپنے حواری تعجب سے پوچھتے ہیں کہ:۔

''تو ان سے تمثیلوں میں کیوں باتیں کرتا ہے؟ اس نے جواب میں ان سے کہا اس لئے کہ تم کو آسمان کی بادشاہت کے بھیدوں کی سمجھ دی گئی ہے مگر انہیں نہیں دی گئی۔'' (متی 10-13/11)

اور کبھی نبی اپنے مخاطبین کو اپنے اشعار اور موزوں کلام سے وقت کے بہترین انداز میں مخاطب کر رہا ہوتا ہے داؤد علیہ السلام کی زبور اور سلیمانؑ کی غزل الغزلات اور امثال کی کتاب اس بارے میں نمونہ ہیں۔ غرض ہر نبی اپنے وقت کا حقیقی ''ابوالکلام'' ہوتا ہے اور آئندہ کے لئے اسی کا کلام معیار قرار پاتا ہے اور ایسا ہی ہونا چاہئے تھا۔ ہمارے سید و مولیٰ افصح العرب والعجم حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم نے خوب فرمایا اوتیت جوامع الکلم۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے جامع اور بہترین کلام بخشا ہے۔

اس انداز کلام میں جو نبی کو دیا جاتا ہے وقت کے تقاضوں کے علاوہ نبی کی طبیعت اور سرشت کا بھی بڑا دخل ہوتا ہے۔ اس لئے انبیاء کے اسلوب کلام میں تنوع کی ایک بڑی وجہ ان کے لطیف جذبات کے حسین ترین امتزاج کا رنگ برنگ پر ہونا بھی ہے۔ ع

ہر گلے را رنگ و بُوئے دیگر است

آج میں سیدنا حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اسلوب کلام پر کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ آپ یہود، نصاریٰ اور مسلمانوں کے ہاں ایک برگزیدہ نبی اور رسول یقین کئے جاتے ہیں اور ان ساری قوموں میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو احترام کا خاص مقام حاصل ہے۔ بایں ہمہ یہ ایک حقیقت ہے کہ اسرائیلی روایات میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جس شکل میں پیش کیا گیا ہے وہ انسانی فطرت کو زیادہ اپیل کرنے والی نہیں ہے۔

حضرت ابراہیمؑ کے اسلوب کلام کے جاننے کے لئے ہمیں سب سے زیادہ اور ٹھوس مدد قرآن مجید سے ملتی ہے پھر احادیث نبویہؐ سے اور پھر بائیبل سے۔ بائیبل میں انسانی دست برد کی وجہ سے حضرت ابراہیمؑ کے اسلوب کلام کی اس شان کا عشرِ عشیر بھی نظر نہیں آتا جو قرآن مجید میں درخشندہ طور پر نظر آتی ہے۔ روایت بہرحال روایت ہے اور خدا کا قطعی اور یقینی کلام اپنی امتیازی شان میں نمایاں اور بے مثال ہے۔ راوی حضرات پر حضرت ابراہیمؑ کے اسلوب کلام کی پوری وضاحت نہ ہونے کا ہی نتیجہ ہے کہ بائیبل نے ان کی بعض گفتگوؤں کو نہایت دھندلے طور پر بیان کیا ہے اور احادیث کے راویوں نے بھی اسی تاثر کے ماتحت حضرت ابراہیم علیہ السلام ایسے صدیق اور راستباز ترین مقدس نبی کے بارے میں لم یکذب ابراھیم الاثلاث کذبات کی طرح کے الفاظ درج کر دیئے ہیں۔ یہ درست ہے کہ بعض بزرگوں نے ان الفاظ کی قرآن مجید کے مطابق تاویل کی ہے اور وہ تاویل درست بھی ہے۔ مگر اس کا انکار نہیں کیا جا سکتا کہ درحقیقت یہ بے احتیاطی جو راویوں سے ہوئی ہے اس میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے اسلوب کلام کو نہ سمجھنے کا بھی بڑا دخل ہے۔ جیسا کہ آگے چل کر میں اس کی وضاحت عرض کروں گا۔

اگر ہم کسی شخص کے اندرونی جذبات اور اس کی طبیعت کے باریک انداز کو جانتے ہوں تو ہمیں اس کے اسلوب کلام کو سمجھنے میں دقت نہیں ہوتی۔ اس بات کو ملحوظ خاطر نہ رکھنے کے باعث دنیا میں روزمرہ ہزاروں غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں اور صدہا انسانوں کے باہمی تعلقات میں کشیدگی پیدا ہو جاتی ہے۔ ایک شخص اپنی افتاد طبیعت کے مطابق ذرا مزاح اور مذاق کا عادی ہوتی ہے مگر دوسرا شخص اس کی بات کو سنجیدگی پر محمول کر کے دل میں رنجش پیدا کر لیتا ہے۔ حالانکہ اگر اسے بولنے والے کی طبیعت کا اندازہ ہوتا تو وہ اس کی بات کو اسی رنگ میں لیتا اور بات کچھ بھی نہ ہوتی۔ اس لئے ہر شخص کے اسلوب کلام کو جاننے کے لئے اس کے اندرونی جذبات کا ایک جائزہ لینا بھی ضروری ہے اور اس کی طبیعت کے بہاؤ کو مدنظر رکھنا بھی لازمی ہے۔

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ حضرت ابراہیمؑ بہت ہی نرم دل تھے۔ ان کی طبیعت میں بنی نوع انسان کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اوّاہٌ منیب قرار دیا ہے۔ وہ دوسروں کی خواہ وہ منکر اور کافر ہی ہوں تکلیف کو دیکھ نہ سکتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ جب قوم لوطؑ پر عذاب کی خبر لانے والے ان کے پاس سے گزرے اور انہیں اس قوم کے تباہ ہو جانے کا تصور ہوا تو ابراہیمؑ سخت بے چین ہو گئے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یجادلنا فی قوم لوط۔ (ہود: 72) کہ وہ تو لوطؑ کی قوم کو بچانے کے لئے ہم سے جھگڑا کرنے لگ گیا۔

یہ کتنے پیار کے الفاظ ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کے پاکیزہ جذبات کا اظہار فرمایا ہے۔ بائیبل میں الفاظ ذیل میں اس ''پاکیزہ مجادلہ'' کی ذرا تفصیل ملاحظہ فرمائیے۔ لکھا ہے:۔

''تب ابراہام نزدیک جا کے بولا کیا تو نیک کو بد کے ساتھ ہلاک کرے گا؟ شاید پچاس صادق اس شہر میں ہوں کیا تو اسے ہلاک کرے گا اور ان پچاس صادقوں کی خاطر جو اس کے درمیان ہیں اس مقام کو نہ چھوڑے گا؟ ایسا کرنا تجھ سے بعید ہے کہ نیک کو بد کے ساتھ مار ڈالے اور نیک بد کے برابر ہو جائیں یہ تجھ سے بعید ہے کیا تمام دنیا کا انصاف کرنے والا انصاف نہ کرے گا؟ اور خداوند نے کہا کہ اگر میں سدوم میں شہر کے درمیان پچاس صادق پاؤں تو میں ان کے واسطے تمام مکان کو چھوڑ دوں گا۔ تب ابراہام نے جواب دیا اور کہا کہ اب دیکھ میں نے خداوند سے بولنے میں

جرأت کی اگرچہ میں خاکسار اور راکھ ہوں۔ شاید پچاس صادقوں سے پانچ کم ہوں۔ کیا ان پانچ کے واسطے تو تمام شہر کو نیست کرے گا؟ اور اس نے کہا اگر میں وہاں پینتالیس پاؤں تو نیست نہ کروں گا۔ پھر اس نے اس سے کہا کہ شاید وہاں چالیس پائے جائیں۔ تب اس نے کہا کہ میں ان چالیس کے واسطے بھی نہ کروں گا۔ پھر اس نے کہا میں منت کرتا ہوں کہ اگر خداوند خفا نہ ہوں میں پھر کہوں شاید وہاں تیس پائے جائیں۔ وہ بولا کہ اگر میں وہاں تیس پاؤں تو میں یہ نہ کروں گا۔ پھر اس نے کہا دیکھ میں نے خداوند سے بات کرنے میں جرأت کی شاید وہاں بیس پائے جائیں۔ وہ بولا میں بیس کے واسطے بھی اسے نیست نہ کروں گا۔ تب اس نے کہا۔ میں منت کرتا ہوں کہ خداوند خفا نہ ہوں تب میں فقط اب کی بار پھر کہوں شاید وہاں دس پائے جائیں۔ وہ بولا میں دس کے واسطے بھی اسے نیست نہ کروں گا۔ جب خداوند ابراہام سے باتیں کر چکا تو چلا گیا اور ابراہام اپنے مقام کو پھرا۔“

(پیدائش 23-18/33)

اس ساری گفتگو سے عیاں ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کے دل میں بنی نوع انسان کے لئے کتنی ہمدردی اور محبت تھی اور کفار کی سزا کے فیصلہ پر بھی سخت مضطرب اور بے چین ہو جاتے تھے۔ پس حضرت ابراہیمؑ کا نبوت و رسالت کے بعد منکرین کی ہدایت اور ان کے ایمان لانے کے لئے غیر معمولی اور والہانہ جذبہ کا یہ لازمی نتیجہ تھا کہ وہ ہر قیمت پر لوگوں کی ہدایت چاہتے تھے اور ہر ممکن گفتگو اور دلیل سے انہیں حق کا گرویدہ بنانا چاہتے تھے۔ گویا انہوں نے اپنے وقت میں اسلوب کلام کے جملہ طریقوں کو اختیار فرمایا اور قوم کے عقیدہ اور سمجھ کے مطابق ان پر اتمام حجت کر دی۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے کلام میں حقیقت پسندی کے پورے پورے مظاہرہ کے ساتھ اس امر کا بھی لحاظ رکھا جاتا ہے کہ مخاطب کے جذبات کسی طرح مجروح نہ ہوں بخاری شریف میں یہ روایت ہے کہ حضرت اسمٰعیل علیہ السلام اور حضرت ہاجرہ علیہا السلام کو وادیٔ غیر ذی زرع میں چھوڑنے کے بعد حضرت ابراہیم علیہ السلام گاہے گاہے ان کے حالات سے باخبر ہونے کے لئے وہاں تشریف لاتے رہتے تھے اور جب حضرت اسماعیلؑ نے شادی کر لی ان دنوں کی بات ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابراہیمؑ گھر پر آئے۔ حضرت اسماعیلؑ شکار کے لئے جنگل میں گئے ہوئے تھے۔ ان کی بیوی حضرت ابراہیمؑ کو شناخت نہ کرتی تھی۔ آپ نے اپنی بہو سے گھر کے حالات دریافت کئے۔ اس بہو نے کہا ”نحن بشر نحن فی ضیق و شدة“ کہ ہم بہت دکھ اور تنگی میں گزارہ کرتے ہیں۔ اس قسم کی شکایات کا ایک دفتر کھول دیا۔ حضرت ابراہیمؑ وہاں سے چل دیئے اور حضرت اسمٰعیل کے نام پیغام دے گئے کہ میرے سلام کے بعد اسے کہہ دینا:۔

”یغیر عتبة بابه“

کہ اپنے گھر کی دہلیز تبدیل کرلے حضرت اسمٰعیلؑ نے اس کلام کی حقیقت کو پالیا اور اپنی اس بیوی کو طلاق دے کر علیحدہ کر دیا اور نئی شادی کر لی۔ اتفاق کی بات ہے کہ جب پھر حضرت ابراہیمؑ آئے تو حضرت اسمٰعیلؑ پھر گھر پر نہ تھے۔ ان کی نئی بیوی نے حضرت ابراہیمؑ کے استفسار پر بتایا کہ اللہ کا ہزار ہزار شکر ہے اور اس کے فضلوں کی کوئی حد نہیں۔ حضرت ابوالانبیاء علیہ السلام کی اس نئی بہو کو کہہ گئے کہ جب اسمٰعیلؑ آئیں تو انہیں میرا سلام پہنچا کر یہ کہنا کہ:۔

”یثبت عتبة بابه“

کہ اب دروازہ کی اس دہلیز کو قائم رکھے اسے تبدیل نہ کرے۔

(بخاری جلد 2 ص 154 مطبوعہ مصر)

حضرت ابراہیم علیہ السلام کا یہ انداز بیان اپنے اندر حقیقت اور لطافت رکھتا ہے اور اس سے ظاہر ہے کہ وہ مخاطب کے جذبات کا بڑا لحاظ رکھتے تھے۔ اس لحاظ کے باوجود وہ حقیقت کو پورے زور اور پوری قوت سے بیان کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا۔ رب ارنی کیف تحی الموتیٰ۔ تو میرا رب ہے اور تو نے مجھے فرمایا کہ تو ان مردوں کو زندہ کرے گا اور یہ مجھ پر ایمان لا کر دائمی زندگی حاصل کر لیں گے۔ مگر یہ لوگ تو ہنوز گمراہی کی عمیق گہرائیوں میں ہیں۔ ان کی زندگی کے آثار نظر نہیں آتے۔ مجھے بتایا جائے کہ یہ کس طرح زندگی سے ہمکنار کئے جاسکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پوچھا کہ کیا تجھے یہ بات انہونی نظر آتی ہے اور تو اس کے ہونے پر ایمان نہیں رکھتا۔ ابراہیمؑ نے عرض کیا کہ ایمان تو ضرور ہے مگر وہ طریق بتایا جائے جس سے یہ وعدہ حقیقت کی صورت اختیار کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیمؑ کو یہ طریق بتایا کہ ان لوگوں سے خاص انس و محبت کا سلوک کیا جائے اور انہیں اپنے ساتھ مانوس کیا جائے۔ پھر جس طرح پرندے مانوس ہونے کے بعد اپنی اصلی مستقر پہاڑوں وغیرہ پر رکھے جانے کے باوجود تمہاری آواز پر آجاتے ہیں اسی طرح یہ لوگ اس مانوسیت کے نتیجہ میں تمہاری آواز پر لبیک کہنے والے بن جائیں گے اور وہ بات پوری ہو جائے گی کہ یہ مردے زندہ ہوں گے۔ اس وضاحت پر حضرت ابراہیمؑ کا دل مطمئن ہو گیا اور انہوں نے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے طریق پر عمل پیرا ہو کر ان مردوں کو زندگی بخشی۔

اس گفتگو سے حضرت ابراہیمؑ کے اس رجحان کا بھی پتہ لگتا ہے کہ وہ حقائق کو عملی صورت میں دیکھنے کے لئے ہر وقت بے تاب رہتے تھے۔ ان چند معروضات کے بعد میں چاہتا ہوں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام کے عام اسلوب کلام کے لئے اصل سند اور اصل معیاری بیان یعنی قرآن مجید سے چار مقامات پیش کروں۔ ہم یہ دیکھ چکے ہیں کہ حضرت ابراہیمؑ انتہائی ہمدرد خلق نبی ہیں وہ جہاں خود جذبات کی ایک دنیا اپنے سینہ میں رکھتے تھے وہاں وہ دوسروں کے جذبات کا بھی خاص خیال رکھتے تھے۔ مگر ان کی گرفت اپنے مخالف پر ایسی زبردست ہوتی تھی کہ وہ اس سے باہر نہ جاسکتا تھا۔

قرآن مجید سے معلوم ہوتا ہے کہ قادر الکلامی کے علاوہ حضرت ابراہیمؑ کے کلام کا ایک امتیازی خاصہ یہ تھا کہ وہ مخاطب کے عقیدہ اور اس کے مسلمات کو مدنظر رکھ کر جچے تلے الفاظ میں ایسا بھرپور وار کرتے تھے کہ مخاطب سن کر لاجواب ہو کر رہ جاتا تھا۔ اپنی بے بسی پر مخالف دانت پیستا تھا۔ مگر حضرت ابراہیمؑ کو کچھ کہہ نہ سکتا تھا۔ ان پر کوئی اعتراض نہ کر سکتا تھا۔ چنانچہ ایک تاریخی صداقت ہے کہ حضرت ابراہیمؑ کی مدلل اور معقول بحث کے آگے سب لوگ عاجز آ گئے۔ عوام بھی، علماء بھی، اور بادشاہ بھی، سبھی مبہوت تھے کہ ان حقائق کا مقابلہ کریں تو کیسے کریں اور ان باتوں کا رد کریں تو کس طرح کریں۔ ایسے حالات میں عاجز اور لاچار مخالف جو رویہ اختیار کر سکتے ہیں وہ یہی تھا کہ وہ حضرت ابراہیمؑ کو تشدد کا نشانہ بنائیں، انہیں سنگسار کرنے کی دھمکی دیں، ان پر عرصۂ حیات تنگ کرنے کی کوشش کریں اور آخر ایک بڑے انبوہ کی امداد سے دہکتی اور بھسم کرنے والی آگ میں انہیں ڈال دیں تا ہمیشہ کے لئے اس عاجزی اور لاجوابی کی ذلت اور آئے دن کے احساس کمتری سے مخلصی حاصل کر سکیں۔ چنانچہ حضرت ابراہیمؑ کے ساتھ ان کے دشمنوں نے یہی کیا۔ مگر وہ خدا جس نے ابراہیمؑ کو ایک خاص مقصد کے ساتھ بھیجا تھا وہ کس طرح انہیں بے یار و مددگار چھوڑ سکتا تھا۔ اس نے آگ کو ٹھنڈا ہونے کا حکم دے دیا اور اپنے بندہ کو سکون اور اطمینان بخشا۔

آیئے اب ہم قرآن مجید سے جو حضرت ابراہیمؑ کے کلام کے لئے بہترین سند ہے ابراہیمی مکالمات کے چند نمونے پیش کریں۔

اول۔ دیکھئے کس محبت اور خلوص سے مگر پوری طاقت سے حضرت ابراہیمؑ اپنے اَب سے جو مشرک تھا بات کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔

ترجمہ۔ قرآن مجید میں حضرت ابراہیمؑ کا جو حال بیان ہوا ہے اسے لوگوں کو سناؤ۔ وہ نہایت راستباز اور برگزیدہ نبی تھے وہ کیا عجیب وقت تھا جب انہوں نے اپنے اَب (چچا) سے کہا کہ پیارے چچا! آپ ان چیزوں کی کیوں عبادت کرتے ہیں جو نہ دعاؤں کو سنتی ہیں اور نہ پرستاروں کے حالات کو دیکھ سکتی ہیں اور نہ ہی وہ آپ کو کسی اور رنگ میں کوئی فائدہ پہنچا سکتی ہیں؟ قابل احترام چچا! مجھے وہ آسمانی علم حاصل ہوا ہے جو آپ کو نہیں ملا۔ اس لئے آپ میری بات مانیں میں آپ کو صحیح راستہ کی طرف راہنمائی کروں گا۔ اے پیارے چچا! شیطان کی عبادت نہ کر۔ شیطان تو خدائے رحمٰن کا سخت نافرمان ہے۔ مجھے خطرہ ہے کہ اندریں صورت آپ کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے عذاب پہنچے گا اور آپ مستقل طور پر شیطان کے دوست اور ساتھی بن جائیں گے۔ چچا نے جواب دیا کہ اے ابراہیم! کیا تو میرے معبودوں سے متنفر ہو رہا ہے؟ اگر تو اس رویہ سے باز نہ آیا تو میں تجھے سب وشتم کا نشانہ بناؤں گا یا سنگسار کر دوں گا۔ تو کچھ عرصہ کے لئے میری آنکھوں سے دور ہو جا اور مجھ سے الگ رہ۔ حضرت ابراہیمؑ نے کہا کہ اللہ کی طرف سے آپ پر سلامتی رہے۔ میں تو آپ کی خاطر اللہ تعالیٰ سے استغفار کروں گا میرا رب میرے لئے بہت مہربان ہے۔“

(سورۃ مریم: 42-48)

ان آیات میں حضرت ابراہیمؑ کے اس مکالمہ کا ذکر ہے جو انہوں نے گھر میں اپنے ایک بزرگوار سے شرک کے خلاف اور توحید کی حمایت میں فرمایا تھا۔ کتنے دلکش انداز اور کس قدر محبت و پیار سے لبریز الفاظ میں اپنے مافی الضمیر کو مخاطب کے ذہن نشین کرنے کی یہ پاکیزہ کوشش ہے۔ اللہ تعالیٰ کے معبود برحق اور خدائے یگانہ ہونے کو کتنے سادہ الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔ ایک مشرک کے لئے توحید کا پیغام شاق ہوتا ہے اور جب یہ پیغام ایک کم عمر کے عزیز رشتہ دار کی طرف سے معمر بزرگ کو دیا جا رہا ہو تو اس کا شاق تر ہونا بالکل عیاں ہے۔ مگر حضرت ابراہیمؑ کے انداز کلام کی خوبی ہے کہ اس مضمون کو کس حکمت اور محبت سے ادا فرمایا ہے۔ بایں ہمہ چچا کے برافروختہ ہو جانے پر حضرت ابراہیمؑ نے کس حلم اور بردباری کا ثبوت دیا ہے۔ یہ ساری گفتگو اپنے قریب ترین رشتہ سے گھر میں ہوتی ہے۔

دوم۔ حضرت ابراہیمؑ بھری مجلس میں اپنے اَب اور اپنی قوم کی بت پرستی کے خلاف اور توحید کے حق میں کس قدر زبردست وعظ کرتے ہیں اور عملی طور پر بت پرستی کے خلاف ایک انمٹ نقش ان لوگوں کے ذہن میں قائم کر دیتے ہیں۔

ترجمہ۔ یاد کرو جب حضرت ابراہیمؑ نے اپنے چچا اور ساری قوم سے کہا کہ یہ کیا ہے جس کی تم عبادت کرتے ہو؟ کیا تم نے اللہ کے سوا جھوٹے طور پر دوسرے معبود بنانے کا ارادہ کر رکھا ہے؟ تمہارا خدائے رب العالمین کے بارے میں کیا خیال ہے (کیا وہ اکیلا کافی نہیں؟) پھر حضرت ابراہیمؑ نے ستاروں پر ایک نظر ڈالی اور کہا کہ میں بیمار ہوں۔ سب حاضرین وہاں سے چلے گئے۔ پھر حضرت ابراہیمؑ جلدی سے ان کے معبودوں کے پاس گئے اور ان سے فرمایا کہ کیا تم کھایا نہیں کرتے؟ پھر یہ کیا ماجرا ہے کہ تم بات بھی نہیں کرتے؟ اس کے بعد داہنے ہاتھ سے انہیں مارنے لگ پڑے۔ بت پرست بڑی سرعت سے اس کی طرف آئے۔ تب حضرت ابراہیمؑ نے فرمایا کہ کیا تم اپنے خود تراشیدہ بتوں کی پوجا کرتے ہو حالانکہ اللہ تعالیٰ تمہارا، تمہارے اعمال اور تمہاری تمام مصنوعات کا واحد خالق ہے (لاجواب ہو کر) بت پرستوں نے کہا کہ ابراہیمؑ کے لئے آگ کی بھٹی تیار کرو اور اسے آگ میں پھینک دو۔ ان لوگوں نے حضرت ابراہیمؑ کے بارے میں بڑا منصوبہ باندھا مگر ہم نے ان سب کو سرنگوں اور ناکام بنا دیا۔“

(الصافات نمبر 82 تا 99)

مکرم نذیر احمد سانول صاحب

شہد و کلونجی کی افادیت

سیدنا حضرت مرزا مسرور احمد صاحب ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 19 اور 26 دسمبر 2008ء کے خطبات جمعہ میں اللہ تعالیٰ کی صفت الشافی کی نہایت لطیف اور خوبصورت تشریح بیان کرتے ہوئے احمدی محققین کو شہد پر تحقیق کرنے کا مشورہ عطا فرمایا۔ نیز احادیث شریف سے شفا بخش اثرات کا ذکر کیا۔ آپ فرماتے ہیں:۔

قرآن کریم نے شفاء کے حوالے سے خاص طور پر شہد کا ذکر کیا ہے اور اسے شفـاءٌ للناس کہا گیا ہے ......اس پر بیشمار ریسرچ دنیا میں اس پر ہو رہی ہے اور ہوئی بھی ہے......احمدیوں کو شہد کی مکھی کی ریسرچ میں آ کر اس وجہ کو تلاش کرنا چاہئے جس سے باہر کے کیڑے نے آ کر شہد کے چھتوں میں یہ فساد پیدا کیا ہے۔ مجھے نہیں پتہ کہ اس وقت کوئی احمدی اس فیلڈ میں ہے کہ نہیں اگر کوئی ہے تو مجھے اس بارہ میں بتائیں...... میں احمدی طلباء سے کچھ سالوں سے یہ کہہ رہا ہوں کہ ہر قسم کی ریسرچ کے میدان میں آگے آئیں۔ یہ میدان بڑی تیزی سے ان ملکوں میں خالی ہو رہا ہے اور دنیا کو اس کی ضرورت بھی ہے۔

(الفضل 3 فروری 2009ء)

نیز فرماتے ہیں:۔

اللہ تعالیٰ کا ہم پر کتنا بڑا احسان ہے کہ اپنے نبی کامل ﷺ کے ذریعہ ایک کامل تعلیم ہماری روحانی شفاء کے لئے قرآن کریم کی صورت میں ہمارے لئے نازل فرمائی...... میں نے شہد کی مکھی کے حوالے سے شفاء کا ذکر کیا تھا اور وہ جسمانی بیماریوں سے شفاء ہے۔ لیکن اگر غور کریں تو اس شہد کی مکھی کے ذریعہ روحانی شفاؤں کے راستے کی بھی نشاندہی ہوتی ہے ......ایک معمولی مکھی کو اللہ تعالیٰ نے وحی کر کے وہ راستہ دکھا دیا جس سے ایسی چیز پیدا ہوئی جو لوگوں کے لئے شفاء بن گئی......پس انسان کو شہد کی مکھی کے عمل سے یہ سوچنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ کی راہنمائی کے بغیر کسی چیز کا اعلیٰ حصول ممکن ہی نہیں۔

(الفضل 10 فروری 2009ء)

شہد کا تعارف

شہد ایک ایسا مرکب ہے جو نباتات، درختوں کے پھلوں پھولوں رس بھری اشیاء، پانی اور شہد کی مکھی کے منہ کے لعاب اور منہ کے خاص حصوں کے جوش سے تیار ہوتا ہے یہ صرف شہد کی مکھی ہی بناتی ہے۔ شہد بنانے کا کام ابتداء سے انتہاء تک اس ننھی مکھی نے خود سنبھالا ہوا ہے۔

شہد کے نام

عربی میں عسل، فارسی میں انگبین، بنگلہ میں مدھو، گجراتی میں مدھ، سندھی میں ماکھی، سنسکرت میں مدھو اور انگریزی میں ہنی (Honey)

ماہیت

مخصوص مکھیاں جن کو شہد کی مکھیاں کہتے ہیں پھولوں اور دوسری چیزوں سے رس چوس کر اپنے چھتہ میں جمع کرتی ہیں۔ جو شکر کے قوام کے مانند شیریں ہوتا ہے۔ اس میں مختلف پھولوں کی بُو، مزہ اور تاثیر بھی آ جاتی ہے۔ بلحاظ رنگت سرخ و سفید دو قسم کا ہوتا ہے۔

سرخ رنگ شفاف، خوشبودار اور معتدل القوام، لیسدار جو پاک وصاف اور خوب شیریں ہو بہترین شہد ہوتا ہے۔

افعال و استعمال

ادویہ کو تعفن سے بچانے، ان کا مزہ خوشگوار بنانے، نیز ان کی قوت کو برقرار رکھنے کے لئے شہد بکثرت استعمال ہوتا ہے۔ چنانچہ اس کے قوام میں جوارشات، معاجین اور مربے بکثرت بنائے جاتے ہیں۔ تقویت بدن کے لئے دودھ میں ملا کر پلاتے ہیں، کھانسی، دمہ میں تنہا یا مناسب ادویہ ملا کر چٹاتے ہیں۔ لقوہ، فالج میں ماء العسل بنا کر پلاتے ہیں۔ خراب اور متعفن زخموں کو میل کچیل سے صاف کرنے اور پھوڑے پھنسیوں کو پکا کر پھوڑنے کے لئے لگاتے ہیں اور بعض جلدی امراض میں مناسب ادویہ کے ہمراہ طلاء کرتے ہیں۔ جلائے بصر کے لئے آنکھوں میں لگاتے ہیں۔

(مخزن المفردات صفحہ 398,397 از حکیم کبیر الدین صاحب پرنسپل طیبہ کالج دہلی (بھارت) پبلشرز شوکت بک ڈپو، شوکت بازار گجرات)

ذاتی تجربہ

شہد کا قوام ایک حالت میں اور ایک رنگ نہیں رہتا کچھ عرصہ گزرنے پر اس کے قوام اور رنگ میں فرق پڑ جاتا ہے۔ دوسرا یہ کہ موسم کا بھی اس پر اثر پڑتا ہے سردی اور گرمی کے اثرات اس پر نمایاں اثر انداز ہوتے ہیں۔ ایک بات یقینی ہے کہ شہد کی مکھیوں کے خاندانوں کے لحاظ سے بھی شہد کے قوام و رنگ اور ذائقہ میں فرق ہوتا ہے۔ ایک ہی مقام پر ایک ہی خوراک سے اور ایک ہی آب و ہوا میں تیار ہونے والے مختلف چھتوں میں تیار کرنے والی مختلف خاندان سے تعلق رکھنے والی مکھیاں جب شہد تیار کریں گی تو ہر چھتہ سے حاصل ہونے والا شہد خاندان کے اعتبار سے ذائقہ، رنگ، بو اور قوام الگ الگ ہوگا۔ اسی سے قیاس کیا جا سکتا ہے کہ ہر تیار ہونے والے شہد کے اثرات یکساں نہ ہوں گے بلکہ اثرات فوائد اور نقصانات بھی الگ الگ نوعیت کے ہوں گے۔

خاکسار نے تقریباً 25 سال شہد اتارنے کا کام کیا ہے اور ماحول میں جو شہد اکٹھا کیا ہے اس میں ہر مکھی کے شہد کو جدا ماہیت شکل اور رنگ میں پایا ہے۔ ایک ہی درخت سے ایک ہی موسم اور ایک ہی وقت میں دو تین خاندان کی مکھیوں کے چھتے اتارنے سے دیکھا ہے کہ ہر ایک کا ذائقہ، مٹھاس رنگ اور بو الگ ہی تھی۔ اس دوران مکھیاں اپنے دفاع میں حملہ آور ہوتی رہیں اور ڈنگ بھی مارتی ہیں۔ ان کے ڈنگ کے اثرات بھی جدا جدا ہوتے رہے۔ کسی کے ڈنگنے سے صرف جسم پر خارش ہوئی۔ کسی کے کاٹنے سے سوجن اور ساتھ بخار ہوا اور کسی کے ڈنگ سے پورا جسم متاثر ہو کر دھپڑ بن گئے اور کسی کے ڈنگ سے صرف شدید درد ہو کر زکام لگ گیا۔ اب اس بارہ میں خاکسار کا اتنا تجربہ ہو چکا ہے کہ شہد کی مکھی کو دیکھ کر یہ بتا سکتا ہے کہ اس کا ڈنگ لگنے سے کیا ہوگا اور اس کے شہد کا ذائقہ اور رنگ اور قوام کیسا ہوگا۔

ہر شہد کا قوام ایک جیسا نہیں ہوتا

یہ بات تجربہ سے ثابت ہے کہ ہر جگہ، موسم اور پھول کا شہد ایک جیسا نہ ہوگا بلکہ پانی کی طرح پتلا، تیل کی طرح ہلکا گاڑھا، موبل آئل جیسا، گھی کی طرح ہلکا ہلکا جما ہوا اور سوہن حلوہ جیسا نرم اور گڑ کی طرح سخت بھی ہوگا اور کچھ سیال حالت میں ایسے بھی ہوتے ہیں کہ بوتل کا نصف حصہ جما ہوا اور نصف حصہ سیال اور کچھ ایسے کہ شہد کا قوام سیال تو رہے گا لیکن اس میں چینی کے دانوں کی مانند دانے بن جائیں گے۔

ایک بات یاد رہے کہ جب شہد اتاریں گے تو تازہ شہد درمیانہ قوام کی حالت میں دستیاب ہوگا۔ اس میں ہیئت کی تبدیلی سال کے اندر واقع ہوگی۔ خاکسار کے پاس ایک ایسا شہد بھی آیا کہ وہ گڑ کی طرح سخت ہو گیا اور اسے برتن کاٹ کر نکالا گیا اور کاٹ کر ہی اسے کھایا۔ ماحول میں اسے کوئی شہد یقین نہ کرتا تھا جب کسی کو کاٹ کر قاش پیش کی جاتی تو ذائقہ سے پہچان کر لیتا۔ یہ شہد خاکسار کے پاس چند سال پڑا رہا جب موسم سرما آتا تو گڑ کی طرح سخت ہو جاتا اور جب موسم گرما آتا تو پانی کی طرح پتلا ہو جاتا۔

شہد کی چار سو اقسام ہیں

حضرت مولانا حکیم نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول اپنی تحقیقات کی بناء پر فرماتے ہیں:۔

شہد کی مکھی کے متعلق عجیب عجیب معلومات ہیں۔ جو آج تک دریافت ہوئی ہیں۔ جب ادنیٰ سے ادنیٰ وحی کے متعلق ایسے عجیب عجیب کام ہیں۔ تو پھر انبیاء کی وحی کے ماتحت کیا کیا کام ہو سکتے ہیں۔ وہ ان کے کارناموں سے ظاہر ہیں۔

مختلف الوانہ۔ عربوں نے چار سو قسم شہد کی معلوم کی ہے۔ کیونکہ اس کے لئے زبان عربی میں چار سو مختلف نام ہیں۔ (حقائق الفرقان جلد 2 ص 489)

مختلف امراض کا علاج

سیدنا حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثانی نے شہد کے بارے اپنی تحقیقات تجربات اور مشاہدات کو اپنی تقاریر، خطبات، مجالس اور تفسیر میں بڑی تفصیل سے بیان فرمایا ہے۔ اگر ان کو الگ ایک جگہ اکٹھا لکھا جائے تو ایک کتاب شہد کی تحقیق و فوائد پر بن سکتی ہے۔ ہر حوالہ اپنی جگہ ایک حقیقت لئے دعوت فکر اور تحقیق کا اعلان کر رہا ہے۔ تاہم ایک حوالہ بطور ثواب پیش ہے۔ آپ فرماتے ہیں۔

علم طب کی نہر:

چوتھا علم طب ہے جس کی طرف قرآن کریم میں توجہ دلائی گئی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے یخرج من بطونها ......یعنی شہد کی مکھیوں کے پیٹ میں سے مختلف قسم کے شہد نکلتے ہیں اور ان کے کئی رنگ ہوتے ہیں اور ہر قسم کا شہد کسی خاص بیماری کے لئے مفید ہوتا ہے۔ مگر فرمایا ان ...... کہ جو ہماری اس بات کو مان کر کسی کو شہد پلا دے اس کو فائدہ پہنچ جاتا ہے بلکہ فرمایا کہ ہم نے صرف ایک اشارہ کیا ہے آگے تمہیں خود غور کرنا پڑے گا۔ چنانچہ اب اس کی تحقیقات ہوئی ہے اور پتہ لگا ہے کہ شہد کی مکھی جس قسم کے درختوں سے شہد لیتی ہے اسی قسم کا فائدہ اس شہد سے پہنچتا ہے۔ مثلاً بعض جگہ شہد کی مکھی ایسے درختوں سے شہد لیتی ہے جن میں جلاب کا مادہ ہوتا ہے۔ وہ شہد کھاؤ تو جلاب لگ جاتے ہیں۔ بعض ایسی بوٹیوں سے لیتی ہیں جو ملیریا کو دور کرنے والی ہوتی ہیں وہ شہد کھاؤ تو ملیریا کو فائدہ پہنچتا ہے۔ غرض مختلف قسم کے شہد مختلف قسم کی بیماریوں کا علاج ہیں۔ اسی لئے قرآن کریم نے یہ نہیں فرمایا کہ شہد میں فائدہ ہے بلکہ فرمایا ہے ان فی ذالك لاٰية لقوم يتفكرون ہم نے تو اشارہ کر دیا ہے۔ اب یہ تمہارا کام ہے کہ تم تحقیقات میں لگو۔ اگر تم غور کرو گے تو تمہیں معلوم ہوگا کہ مختلف رنگ کے شہد مختلف امراض کا علاج ہیں۔ چنانچہ جب میں علاج کے سلسلہ میں لندن گیا تو ایک بڑے خاندان کی ایک استانی تھیں لارڈ ارون جو ہندوستان کے وائسرائے رہ چکے ہیں ان کی ماں سے اس کی ماں کی بڑی دوستی تھی۔ کہتی تھی کہ اس کے کئی خط میرے پاس اب تک پڑے ہیں۔ ایک دن وہ شہد لے کر آئی جو خاص بوٹیوں میں سے نکلا ہوا تھا اور کہنے لگی یہ شہد آپ استعمال کریں یہ آپ کے لئے بہت مفید ہے۔ میں نے کہا مجھے تو شہد موافق نہیں۔ کہنے لگی آسٹریلین شہد تو معلوم نہیں کس کس چیز کا ہوتا

ہے مگر یہ تو ہمارے ہاں بعض لوگ خاص طور پر ان بوٹیوں سے بناتے ہیں جو امراض کے علاج میں خاص طور پر مفید ہیں۔

اسی طرح ہمارے پرانے اطباء لکھتے ہیں کہ آم اور پھر خاص قسم کے آموں کا شہد لیا جائے تو دل کی تقویت کا موجب ہوتا ہے۔ اسی طرح بعض اور امراض میں بھی مفید ہوتا ہے۔ تو شہد بیشک مفید ہے لیکن قرآن کریم فرماتا ہے کہ شہد کے فوائد کا صرف اسی کو پتہ لگے گا جو تفکر کرنے والا ہے۔ مطلب یہ ہے کہ مختلف شہد مختلف بیماریوں کو فائدہ پہنچاتے ہیں۔ یہ علم طب کا کتنا عظیم الشان باب ہے جو قرآن کریم کی ایک چھوٹی سی آیت کے ذریعہ کھول دیا گیا ہے۔

(سیر روحانی (مجموعہ تقاریر) ص 685,684)

سبز رنگ کے شہد کا تحفہ

حضرت مولوی غلام رسول صاحب راجیکی اپنی بیماری، علاج اور سبز رنگ کے شہد کے تحفہ اور اس کے اثرات و فوائد کا تذکرہ کرتے ہوئے اپنی سوانح عمری میں تحریر فرماتے ہیں:۔

اسی بیماری کے ایام میں حکیم غلام محمد صاحب امرتسری جو حکیم قطب دین صاحب کی طرح حضرت حکیم الامۃ کے پاس بطور کمپونڈر خدمات بجالاتے تھے۔ مجھے دوائی پلانے کے لئے باقاعدہ آتے۔ ایک دن آپ تشریف لائے تو ایک بہت بڑی بوتل جو طوطے کی طرح سبز رنگ کی شہد سے بھری ہوئی تھی۔ میرے لئے لائے اور کہا کہ نجیب آباد سے ایک دوست تین بوتلیں سبز رنگ کے شہد کی سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح کے حضور تحفۃً لایا تھا اور اس نے بتایا تھا کہ یہ شہد نیم کے درختوں پر سے اتاری گئی ہے۔ حضرت نے فرمایا کہ یہ شہد مولوی راجیکی صاحب کے لئے مفید ہے اور آپ کے لئے بھجوا دی۔ میں نے یہ شہد استعمال کیا اس کا ذائقہ کسی قدر تلخی لئے ہوئے تھا۔ اس کے استعمال سے بھی مجھے کسی قدر فائدہ ہوا۔

(حیات قدسی جلد سوم ص 65)

کینسر کا علاج

سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الرابع نے اپنی زندگی میں بنی نوع انسان کی بھلائی کے لئے بیشمار کام کئے ہیں ان کا جاری فیض آج بھی رواں دواں ہے۔ آپ نے شہد کی تحقیق پر کافی کام کیا تھا اور احمدی محققین کو اس طرف توجہ دلائی تھی۔ ایک حوالہ یہاں عرض کرتا ہوں۔ آپ اپنا تجربہ بیان فرماتے ہیں:

ایک دفعہ ایک مریض کو نیٹرم کارب سے فائدہ نہیں ہورہا تھا، جب میں نے اسے پروپلس (Propolis) کی مرہم بنا کر دی جو شہد کی مکھی خود اپنے لئے جراثیم کش دوا کے طور پر بناتی ہے تو ایک ہفتہ سے بھی کم عرصہ میں اس کا زخم بالکل ٹھیک ہوگیا۔ شہد کینسر کے زخموں اور آنکھوں کے ناسور وغیرہ میں بھی غیر معمولی اثر دکھاتا ہے۔ پروپلس بہت طاقتور دوا ہے لیکن کیمیائی لحاظ سے بہت ہلکی ہے۔ ایک دفعہ فرانس میں یہ تحقیق ہوئی کہ دنیا میں جتنے بھی کیڑے مکوڑے ہیں وہ سب کچھ نہ کچھ جراثیم (بیکٹیریا) اٹھائے پھرتے ہیں۔ چنانچہ یہ معلوم کیا جائے کہ ہر قسم کے کیڑے مکوڑے کا کس خاص بیکٹیریا سے تعلق ہے۔ جس سائنسدان نے شہد کی مکھی پر تحقیق کی وہ یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ شہد کی مکھی کے بدن پر کسی بیکٹیریا کا کوئی نشان نہیں ملتا اور وہ ہر قسم کے جراثیم سے کلیتًا پاک ہے۔ یہ ایک حیرت انگیز دریافت تھی۔ جس سے ایک نئے تحقیقی دور کا آغاز ہوا کہ کیا وجہ ہے کہ شہد کی مکھی ہر قسم کے جراثیم سے پاک ہوتی ہے۔ قرآن کریم کا یہ فرمانا کہ فیہ شفاء للناس میں بڑی گہرائی رکھتا ہے۔ جب فرانس میں یہ تحقیق کی گئی تو پتہ چلا کہ شہد کی مکھی اتنی صفائی پسند ہے کہ شہد کے ہر چھتے کے کنارے پر یہ ایک کیمیکل لگاتی ہے جس کا نام پروپلس ہے۔ مکھی پروپلس کو سفیدے اور دوسرے درختوں سے رسنے والے موم سے تیار کرتی ہے اور اپنے چھتے کے کناروں پر ہر طرف مل دیتی ہے۔ جب بھی اندر جاتی ہے پہلے کنارے پر پاؤں رکھتی ہے۔ جب باہر آتی ہے پھر بھی اس پر پاؤں رکھ کر باہر نکلتی ہے جس سے اس کے پاؤں پر وہ مادہ لگ جاتا ہے جو اسے جراثیم سے پاک رکھتا ہے۔ اسی وجہ سے شہد کے چھتے میں کوئی جراثیم داخل نہیں ہوسکتے۔ اس تحقیق کے بعد ڈنمارک میں ایک قابل زمیندار نے خصوصی فارم تیار کر کے شہد کی مکھی کی افزائش کی جہاں سے وہ بڑی مقدار میں پروپلس حاصل کرتا تھا۔

(ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل جلد اول ص 578,577)

ایک نسخہ

آجکل جلدی امراض میں اضافہ ہورہا ہے۔ جلد پر خارش، پھوڑے، پھنسی، دھدری وغیرہ نمودار ہوکر انسان کو تکلیف میں مبتلا کردیتی ہے۔ اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے حضرت خلیفۃ المسیح الرابع کے جاری فیض سے ایک نسخہ تحریر ہے بنا کر فائدہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔

''پروپلس کو گلیسرین یا وٹامن ای کریم میں ملا کر استعمال کیا جائے تو روزمرہ کے پھوڑے پھنسیوں میں بہت مفید دوا ہے۔ جہاں نیٹرم کارب کی رسائی نہ ہوسکے وہاں پروپلس کی مرہم کے استعمال سے حیرت انگیز شفا ہوجاتی ہے۔

(ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل جلد اول ص 578)

اللہ تعالیٰ تمام بنی نوع انسان کو جملہ بیماریوں سے محفوظ رکھے اور شہد جیسی نعمت ہر آدمی کو آسانی سے حاصل ہوتی رہے۔ آمین

کلونجی۔ حبۃ السوداء

کلونجی زمانہ قدیم سے اچار ڈالنے اور پیٹ کی بیماریوں کے علاج میں استعمال ہوتی آئی ہے۔ آریوویدک طب میں ''کرشن جیرک'' اور کالی جیری کے ناموں سے بیان کی گئی ہے۔ انگریزی نام کے معنی کالا زیرہ ہے، حالانکہ زیرہ بالکل مختلف چیز ہے۔

کلونجی کا پودا جھاڑیوں کی مانند تقریباً آدھ میٹر اونچا ہوتا ہے، جس کو نیلے رنگ کے پھول لگتے ہیں۔ یہ پودا اصل میں ترکی اور اٹلی میں ہوتا تھا، جہاں سے حکماء نے افادیت کی بناء پر حاصل کر کے برصغیر میں کاشت کیا۔ یہ خودرو بھی ہوتا ہے اور اس کی مزروعہ اقسام بھی ہیں۔ پنجاب میں اسے پیاز کے بیج سمجھا جاتا ہے جو کہ غلط ہے۔ اس کے بیج تکونے، خوشبو میں تیز، ذائقے میں تیز اور کاغذ کے لفافے میں رکھیں تو اس پر تل کے سے دھبے لگ جاتے ہیں۔

یونانی اور رومی اطباء اس کے طبی فوائد سے آشنا تھے اور جالینوس کے متعدد نسخوں میں کلونجی کو شہد یا سرکہ میں ملا کر استعمال کیا گیا ہے۔ یہ مفروضہ درست نہیں کہ عرب اطباء نے اس کا استعمال یونانیوں سے سیکھا کیونکہ مشرق وسطیٰ کے اطباء نے اسلام کی آمد سے پہلے اس کا کہیں ذکر نہیں کیا۔ اس کا استعمال اسلام کی آمد کے بعد شروع ہوا، کیونکہ نبی کریم ﷺ نے اسے شفاء کا مظہر قرار دیا ہے۔

احادیث نبویؐ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ بیان کرتے ہیں:
میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا وہ فرماتے تھے کہ کالے دانے میں ہر بیماری سے موت کے سوا، شفا ہے اور کالے دانے شونیز ہے۔

(سالم بن عبداللہ اپنے والد محترم حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے اوپر ان کالے دانوں کو لازم کرلو کہ ان میں موت کے علاوہ ہر بیماری سے شفا ہے)۔

یہی روایت مسند احمد میں حضرت عائشہ صدیقہؓ سے ابن الجوزی اور ترمذی میں حضرت ابوہریرہؓ سے مذکور ہے۔ حضرت بریدہؓ روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ''شونیز موت کے سوا ہر بیماری کا علاج ہے۔ اسی قسم کی ایک لمبی روایت عبداللہ بن بریدہؓ اپنے والد سے کلونجی کی تعریف میں بیان کرتے ہیں، جسے مسند احمد نے بیان کیا۔ حضرت ابوہریرہؓ روایت فرماتے ہیں کہ نبی کریمؐ نے فرمایا ''بیماریوں میں موت کے سوا ایسی کوئی بیماری نہیں، جس کے لئے کلونجی میں شفا نہ ہو۔ کتب سیرت میں مذکور ہے کہ نبی کریمؐ خود بھی طبی ضروریات کے لئے کبھی کبھی کلونجی کھایا کرتے تھے، مگر وہ اسے شہد کے شربت کے ساتھ نوش فرماتے تھے۔

خالد بن سعد بیان کرتے ہیں کہ میں غالب بن جبر کے ہمراہ سفر میں تھا۔ وہ راستے میں بیمار ہوگئے، ہماری ملاقات کو ابن ابی عتیق (حضرت عائشہ صدیقہؓ کے بھتیجے) تشریف لائے۔ مریض کی حالت دیکھ کر فرمایا کہ کلونجی کے پانچ سات دانے لے کر ان کو پیس لو، پھر انہیں زیتون کے تیل میں ملا کر ناک کے دونوں طرف ڈالو، کیونکہ ہمیں حضرت عائشہ صدیقہؓ نے بتایا ہے کہ رسول کریمؐ فرماتے تھے کہ ان کالے دانوں میں ہر بیماری سے شفا ہے، مگر سام سے!! میں نے پوچھا کہ سام کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ موت۔ اس علاج سے غالب بن الجبر تندرست ہوگئے۔

محدثین کے مشاہدات

عربی میں جسے حبۃ السوداء کہتے ہیں، فارسی میں وہ شونیز ہے۔ محدث عبداللطیف نے زیرہ سیاہ قرار دیا اور اس کو الکمون الہندی کا اضافی نام دیا۔ نبی کریمؐ نے اسے ہر بیماری کی دوا قرار دیا ہے۔ یہ بالکل اسی طرح ہے جس طرح قرآن مجید میں آیا واوتیت کل من شئی۔

نبی کریمؐ نے متعدد مقامات پر ایسی خوشخبریاں عطا کی ہیں، جیسے کہ صبح کھجور کھانے والا زہر سے محفوظ رہتا ہے۔ ان کے یہ ارشادات معجزات نبوت میں سے ہیں۔ اسی بنا پر کلونجی اس امر میں یکتا ہے کہ وہ بیماریاں خواہ حدت سے ہوں یا برودت سے یکساں مفید ہے۔

(روزنامہ خبریں سنڈے میگزین ملتان مورخہ 12 دسمبر 2008ء)

ابن رشد (طبیب و فلسفی)

قاضی ابوالولید محمد بن احمد ابن رشد 520ھ مطابق 1126ء قرطبہ، Cordova (اندلس) میں پیدا ہوئے۔ ابتدائی تعلیم بھی وہیں حاصل کی اور قرطبہ کے قاضی مقرر ہوئے۔ 1169ء میں اشبیلیہ کے قاضی مقرر ہوئے۔ 1189ء میں امیر یوسف نے ابن طفیل کی جگہ شاہی طبیب اول مقرر کیا۔ ابن رشد کے فرائض منصبی اس قسم کے تھے کہ انہیں قلمرو کے مختلف حصوں میں سفر کرنا پڑتا لیکن سفر میں بھی تصنیف و تالیف کا شغل جاری رہتا۔

ابن رشد نے میر یوسف کے دربار میں ابن طفیل کے کہنے پر ارسطو کے رسائل کی شرحیں لکھیں۔ وہ ارسطو کے فلسفہ کا سب سے بڑا شارح مانا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ ابن رشد نے اور بھی کئی کتابیں فلسفہ اور طب پر تصنیف کیں۔ یعقوب المنصور باللہ (مدحدین کے تیسرے بادشاہ) نے ابتدا میں ابن رشد کی بڑی قدر دانی کی۔ لیکن آخر میں انہیں گردش زمانہ کا شکار ہونا پڑا۔ ان پر کفر اور الحاد کا الزام لگا۔ قرطبہ کی جامع مسجد میں بڑے بڑے علماء کی مجلس میں ابن رشد ایک ملزم کی حیثیت سے پیش ہوئے اور انہیں قرطبہ کے قریب یہودیوں کے ایک قصبہ ایسانہ میں جلاوطن کردیا گیا اور چار سال اسی کسمپرسی کی حالت میں گزرے۔ یہ ابن رشد کی زندگی کا آخری زمانہ تھا۔ چند سال کے بعد منصور نے انہیں دربار میں بلالیا اور قدر و منزلت کی۔ مگر ابن رشد چراغ سحری تھا۔

چنانچہ 1199ء میں اپنے دور کے اس سب سے بڑے فلسفی نے داعی اجل کو لبیک کہا۔

اطلاعات و اعلانات

نوٹ: اعلانات صدر / امیر صاحب حلقہ کی تصدیق کے ساتھ آنا ضروری ہیں۔

تقریب آمین

مکرم عبدالعزیز خان صاحب سیکرٹری تعلیم القرآن فیکٹری ایریا شاہدرہ لاہور تحریر کرتے ہیں۔

میرے نواسے اساور احمد ابن مکرم امجد وسیم صاحب نے ساڑھے آٹھ سال کی عمر میں دو سال کے عرصہ میں پہلی دفعہ قرآن مجید مکمل کر لیا۔ جسے پڑھانے کی سعادت اس کی والدہ مکرمہ رافعہ رعنا صاحبہ کو حاصل ہوئی۔ اس کی آمین کی تقریب 21 نومبر 2009ء کو ہمارے گھر ونڈالہ روڈ شاہدرہ لاہور میں بعد نماز عشاء منعقد کی گئی خاکسار نے بچے سے قرآن مجید کے مختلف حصے سنے اور پھر اجتماعی دعا کرائی۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے محمد طٰہٰ ولد مکرم مبشر احمد قمر صاحب سکنہ ماچس فیکٹری شاہدرہ لاہور نے 9 سال کی عمر میں قرآن مجید کا پہلا دور ایک سال تین ماہ میں مکمل کیا ہے۔ یہ کلاس چہارم میں زیر تعلیم ہے۔ مورخہ 20 نومبر 2009ء کو مکرم مبشر احمد قمر صاحب کے گھر میں تقریب آمین منعقد کی گئی۔ محترم ڈاکٹر عبدالحی صاحب صدر حلقہ فیکٹری ایریا شاہدرہ نے بچے سے قرآن مجید کی آخری پانچ سورتیں سنیں اور اجتماعی دعا کرائی۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ دونوں بچوں کو قرآن مجید باقاعدگی سے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

اعزاز

(نصرت جہاں اکیڈمی گرلز سکول ربوہ)

محض خدا تعالیٰ کے فضل و احسان کے ساتھ شہباز شریف پروگرام مرکزی لیول میں نصرت جہاں اکیڈمی گرلز سکول ربوہ کی طالبات قرۃ العین بنت مکرم امان اللہ صاحب کلاس 5th نے اردو تقریر (پرائمری لیول) میں اول، ملیحہ محمود بنت مکرم محمود احمد صاحب کلاس 8th نے اردو تقریر (مڈل لیول) میں دوم اور سیدہ ثناء بنت مکرم سید مدثر احمد صاحب کلاس 8th نے اردو تقریر (مڈل لیول) میں اول پوزیشن حاصل کرتے ہوئے نمایاں کامیابیاں حاصل کی ہیں۔ جو کہ ہمارے ادارے کے لئے بہت اعزاز کی بات ہے۔ احباب جماعت کی خدمت میں دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ان بچیوں اور ادارہ کو مزید کامیابیوں سے نوازتا چلا جائے۔ آمین

(پرنسپل نصرت جہاں اکیڈمی گرلز سکول ربوہ)

شکریہ احباب

مکرم محمد محمود طاہر صاحب قائد تربیت مجلس انصاراللہ پاکستان تحریر کرتے ہیں۔

ہمارے والد محترم چوہدری محمد صادق صاحب واقف زندگی سابق اکاؤنٹنٹ وکالت تبشیر ربوہ مورخہ 19 اور 20 / اکتوبر 2009ء کی درمیانی شب بقضائے الٰہی بعمر 80 سال وفات پا گئے تھے۔ آپ کی تدفین بہشتی مقبرہ ربوہ میں ہوئی۔ مورخہ 28 / اکتوبر 2009ء کو لندن میں قبل از نماز ظہر سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے آپ کی نماز جنازہ غائب بھی پڑھائی۔

وفات کے موقع پر کثیر تعداد میں احباب تعزیت کے لئے گھر تشریف لائے اور جنازہ و تدفین میں شریک ہوئے اس کے علاوہ بذریعہ فون و خطوط بھی تعزیت کی اور صدمہ کے اس موقعہ پر اظہار ہمدردی کیا اور ہماری ڈھارس بندھائی۔ خاکسار اس پر اپنی والدہ محترمہ اور سب بہن بھائیوں کی طرف سے جملہ احباب کا شکر گزار ہے جنہوں نے اظہار تعزیت کیا۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خاکسار کے نام اپنے مکتوب محررہ 28 / اکتوبر 2009ء کے ذریعہ ہم سب سے اظہار تعزیت فرمایا۔ احباب جماعت سے عاجزانہ دعا کی درخواست ہے کہ مولیٰ کریم ہمارے والد محترم کے درجات بلند کرتے ہوئے انہیں اعلیٰ علیّین میں مقام عطا فرمائے اور جس طرح حضور انور ایدہ اللہ الودود نے فرمایا:۔

”اللہ تعالیٰ آپ کو بھی اور باقی سب عزیزوں کو بھی صبر و حوصلہ سے یہ صدمہ برداشت کرنے کی توفیق دے اور ان کی خوبیوں اور نیکیوں کو ہمیشہ زندہ رکھنے کی توفیق دے۔“ اس کے مطابق اللہ تعالیٰ ہمیں مرحوم کی نیکیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

معلومات درکار ہیں

مکرمہ طاہرہ انور صاحبہ صدر لجنہ ضلع چنیوٹ اہلیہ مکرم ڈاکٹر رائے انور احمد مبشر صاحب احمد نگر تحریر کرتی ہیں۔

خاکسار اپنے والد محترم حافظ محمد رمضان صاحب کی سیرت و سوانح پر ایک کتاب لکھ رہی ہے۔ اس لئے تمام احباب و مستورات جن کے پاس حافظ صاحب سے تعلق کے ضمن میں کوئی واقعہ یا بات یادداشت میں محفوظ ہو تو تحریراً بھجوانے کی درخواست ہے۔ یا خاکسار سے رابطہ کر لیں۔ ہم آپ کے تعاون کے تہہ دل سے شکر گزار ہوں گے۔ فون نمبر: 047-6211351

تقریب آمین

مکرم عبدالسلام صاحب معلم سلسلہ چوکنانوالی ضلع گجرات تحریر کرتے ہیں۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے اسد احمد ولد مکرم نذیر احمد صاحب چوکنانوالی ضلع گجرات کو 8 سال چھ ماہ کی عمر میں قرآن کریم ناظرہ کا پہلا دور مکمل کرنے کی توفیق ملی۔ مورخہ 18 نومبر 2009ء کو تقریب آمین میں مکرم مسعود الحسن صاحب انسپکٹر تربیت نے بچے سے قرآن کریم سنا۔ احباب سے درخواست دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ اعزاز بچے کے لئے مبارک کرے اور اس کے سینے کو نور قرآن سے منور فرمائے۔ آمین

ولادت

مکرم خواجہ عبدالمومن صاحب اوسلو ناروے تحریر کرتے ہیں۔

خاکسار کے بیٹے مکرم عبدالمنعم ناصر صاحب نائب صدر خدام الاحمدیہ ناروے اور محترمہ امۃ النور صاحبہ کو خدا تعالیٰ نے اپنے خاص فضل و کرم سے مورخہ 2 دسمبر 2009ء کو دوسرے بیٹے سے نوازا ہے۔ جو خدا تعالیٰ کے فضل سے تحریک وقف نو میں شامل ہے اور حضور انور نے ازراہ شفقت اس کا نام کامران منعم عطا فرمایا ہے۔ نومولود مکرم خواجہ عبدالحئی صاحب رحمٰن کالونی ربوہ کی نسل سے، مکرم میاں مبارک احمد صاحب دارالرحمت غربی ربوہ حال کینیڈا کا نواسہ اور حضرت میاں عبدالرحیم صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی نسل میں سے ہے احباب جماعت کی خدمت میں درخواست دعا ہے کہ خدا تعالیٰ نومولود کو باعمر، نیک، خادم دین اور قرۃ العین بنائے۔ آمین

نکاح

مکرم ڈاکٹر چوہدری صفی اللہ صاحب نائب صدر جماعت احمدیہ ولنگ بورو نیو جرسی امریکہ تحریر کرتے ہیں۔

میرے بیٹے مکرم چوہدری طارق ھبۃ اللہ صاحب کے نکاح کا اعلان ہمراہ مکرمہ مریم صدیقہ چوہدری صاحبہ بنت مکرم چوہدری رضی اللہ صاحب وڑائچ مرحوم مینیجر (ر) یونائیٹڈ بنک لمیٹڈ ناصر آباد ربوہ مورخہ یکم دسمبر 2009ء کو بیت المبارک ربوہ میں محترم حافظ مظفر احمد صاحب ایڈیشنل ناظر اصلاح و ارشاد مقامی نے بعوض پچیس ہزار یو ایس ڈالرز حق مہر پر کیا۔ مکرم طارق صاحب اور مکرمہ مریم صاحبہ کے دادا مکرم چوہدری عطاء اللہ صاحب وڑائچ صاحب اور والدین حضرت حافظ غلام رسول صاحب وزیر آبادی رفیق حضرت مسیح موعود کے نواسے، نواسی ہیں اور مکرم طارق صاحب کی والدہ حضرت حافظ روشن علی صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کے بڑے بھائی حضرت پیر برکت علی صاحب رفیق حضرت مسیح موعود کی پوتی ہیں۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ رشتہ ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور ثمرات حسنہ کے حصول کا ذریعہ بنائے۔ (آمین)

سوار محمد حسین (نشان حیدر)

18 جون 1949ء کو ڈھوک پیر بخش (موجودہ نام۔ ڈھوک محمد حسین جنجوعہ) میں پیدا ہوئے اور 3 ستمبر 1966ء کو پاکستان کی مسلح افواج میں شامل ہوئے اور ڈرائیور کی تربیت حاصل کی۔

1971ء کی جنگ چھڑی تو سوار محمد حسین 20 لانسرز میں خدمات انجام دے رہے تھے۔ اگرچہ وہ صرف ایک ڈرائیور تھے مگر انہوں نے اپنے یونٹ کے ہر معرکے میں فعال حصہ لیا۔ کتنا ہی پُر خطر مرحلہ کیوں نہ ہو۔ وہ مشین گن سنبھال لیتے تھے اور دشمن پر آگ برسانے لگتے تھے۔

5 دسمبر 1971ء کو ظفر وال۔ شکر گڑھ کے علاقے میں دشمن کے ٹینکوں کی جانب سے شدید گولہ باری کے باوجود وہ ایک ایک مورچے میں جا کر جوانوں کو گولہ بارود پہنچاتے رہے۔ اگلے دن وہ چار Firing Patrols کے ہمراہ کٹھن اور پُر خطر مہم کے ہمراہ روانہ ہوئے۔

10 دسمبر کو انہوں نے موضع ہرڑ خورد میں دشمن کی موجودگی کا پتہ چلایا اور اس کی اطلاع فوراً اپنے یونٹ کے سیکنڈ ان کمانڈ کو دی۔ پھر وہ خود یکے بعد دیگرے اپنی ایک ایک ٹینک شکن توپ کے پاس پہنچے اور توپچیوں سے دشمن کے ٹینکوں پر صحیح سمت میں فائر کرواتے رہے۔ جس کے نتیجے میں دشمن کے 16 ٹینک تباہ ہوئے۔

10 دسمبر کو سہ پہر چار بجے سوار محمد حسین اپنے ایک ری کوائل لیس رائفل بردار Recoiless Rifles کو دشمن کے ٹھکانے دکھا رہے تھے کہ دشمن کے ایک ٹینک سے مشین گن کی بوچھاڑ نے ان کا سینہ چھلنی کر دیا اور وہ میدان جنگ میں شہادت کے مرتبے پر فائز ہوئے۔ سوار محمد حسین کو یہ امتیاز حاصل ہے کہ وہ نشان حیدر پانے والے پہلے ”جوان“ ہیں۔

نکاح

مکرم زبیر احمد قریشی صاحب ولد مکرم عزیز احمد قریشی صاحب مرحوم ربوہ کے نکاح کا اعلان ہمراہ مکرمہ ندرت جہاں صاحبہ بنت مکرم خواجہ رشید احمد صاحب مرحوم مورخہ 20 نومبر 2009ء کو احمدیہ ہال کراچی میں مکرم لئیق احمد طاہر صاحب مربی سلسلہ نے ایک لاکھ روپے حق مہر پر کیا۔ مکرم زبیر احمد قریشی صاحب، مکرم نذیر احمد قریشی صاحب ربوہ کے بھتیجے ہیں۔ جن کو حضرت مصلح موعود کے ڈرائیور کے طور پر خدمت کا شرف حاصل رہا ہے۔ احباب جماعت سے دعا کی درخواست ہے کہ خدا تعالیٰ یہ رشتہ سب کے لئے بابرکت ثابت کرے اور اپنے فضلوں کا وارث بنائے۔ آمین

خبریں

راکٹ فائر، خودکش کار حملہ 5/افراد جاں بحق

ملتان کینٹ کے علاقے قاسم بیلہ میں حساس اداروں کے دفاتر کے قریب سرکاری رہائشی عمارت اور پولیس چیک پوسٹ پر خودکش کار حملے اور دھماکے میں 8اہلکاروں سمیت 15/افراد جاں بحق اور خواتین و بچوں سمیت 40زخمی ہوگئے۔ ایک گاڑی میں سوار دو مسلح افراد نے حساس ادارے کے باہر پولیس چیک پوسٹ پر راکٹ فائر کئے اور دستی بم پھینکے جس کی وجہ سے 4اہلکار موقع پر ہی جاں بحق ہوگئے جس کے بعد کار سوار حملہ آور نے بارود سے بھری کار عمارت کے قریب جاکر دھماکے سے اڑا دی۔ دھماکے سے حساس ادارے کی عمارت سمیت 20سے 25قریبی گھر بھی تباہ ہو گئے اور متعدد افراد ملبے تلے دب گئے۔

این آر او، سپریم کورٹ میں نیب کی مصدقہ فہرست پیش

سپریم کورٹ میں نیب نے این آر او کے تحت ریلیف حاصل کرنے والے 248افراد کے ناموں کی چیئرمین نیب کی دستخط شدہ مصدقہ فہرست جمع کرادی جن میں سابق بیوروکریٹس، سفارتکار اور ممبران پارلیمنٹ و دیگر کے نام شامل ہیں۔ نیب کی جانب سے جمع کرائی جانے والی رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ این آر او کے تحت صدر زرداری کے خلاف 6مقدمات کو ختم کیا گیا۔تمام مقدمات 1998ء میں قائم ہوئے۔ صدر کے خلاف ناجائز اثاثوں کے مقدمے میں کل مالیت ڈیڑھ ارب ڈالر اور 22ارب روپے بتائی گئی ہے۔

سویڈن سے پاکستان کو پہلا اواکس طیارہ مل گیا

پاکستان کو پہلا اواکس طیارہ مل گیا۔ پاک فضائیہ کے مطابق سویڈن سے 4طیارے ملنا تھے، پہلا طیارہ ایئربیس پر پہنچ گیا ہے۔ معاہدے کے مطابق پاکستان کو 3مزید طیارے ملیں گے۔ساب 2000 اواکس طیارے کے ملنے سے پاک فضائیہ کی کارکردگی بہتر ہوگی۔

ایم ٹی اے انٹرنیشنل کے پروگرام

11دسمبر 2009ء

- 1-30 am فیتھ میٹرز
- 2-35 am ترجمۃ القرآن
- 3-40 am جلسہ سالانہ قادیان
- 4-30 am خلافت احمدیہ
- 5-00 am ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
- 5-15 am تلاوت
- 5-25 am یسرنا القرآن
- 5-55 am سائنس اور میڈیسن
- 6-30 am لقاء مع العرب
- 7-40 am درس ملفوظات
- 8-00 am ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
- 8-20 am ترجمۃ القرآن
- 9-25 am جلسہ سالانہ قادیان 2005ء
- 10-15 am ایم۔ٹی۔اے ورائٹی
- 11-05 am تلاوت، درس حدیث اور سائنس اور میڈیسن
- 12-15 pm بستان وقف نو
- 1-15 pm فرنچ کلاس
- 1-40 pm سرائیکی سروس
- 2-30 pm سوال و جواب
- 3-20 pm انڈونیشین سروس
- 4-20 pm سیرت صحابہ رسول ﷺ
- 4-55 pm تلاوت، سائنس اور میڈیسن
- 6-00 pm خطبہ جمعہ براہ راست
- 7-15 pm درس حدیث
- 7-25 pm بنگلہ پروگرام
- 8-30 pm سیرت صحابہ رسول ﷺ
- 9-00 pm خطبہ جمعہ فرمودہ 11دسمبر 2009ء
- 10-15 pm امن کانفرنس
- 10-30 pm فرنچ کلاس
- 11-00 pm ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
- 11-15 pm درس حدیث
- 11-30 pm عربی سروس

12دسمبر 2009ء

- 1-35 am سائنس اور میڈیسن
- 2-10 am خطبہ جمعہ فرمودہ 11دسمبر 2009ء
- 3-30 am Casa Loma
- 4-00 am سوال و جواب
- 5-05 am ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
- 5-25 am تلاوت، درس حدیث، بین الاقوامی خبریں
- 6-25 am فرنچ کلاس
- 6-50 am لقاء مع العرب
- 7-55 am ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
- 8-15 am خطبہ جمعہ فرمودہ 11دسمبر 2009ء
- 9-25 am راہ ھدیٰ
- 11-00 am تلاوت، درس حدیث، بین الاقوامی خبریں
- 12-00 pm بستان وقف نو
- 12-55 pm سوال و جواب
- 2-00 pm خطبہ جمعہ فرمودہ 11دسمبر 2009ء
- 3-00 pm انڈونیشین سروس
- 3-55 pm فرنچ سروس
- 5-00 pm تلاوت
- 5-25 pm یسرنا القرآن
- 5-50 pm انتخاب سخن
- 6-50 pm بنگلہ پروگرام
- 7-50 pm بستان وقف نو
- 8-50 pm راہ ھدیٰ (براہ راست)
- 10-30 pm یسرنا القرآن
- 11-00 pm ایم۔ٹی۔اے عالمی خبریں
- 11-30 pm عربی سروس

☆......☆......☆

ربوہ میں طلوع و غروب 10۔دسمبر

طلوع فجر	5:28
طلوع آفتاب	6:55
زوال آفتاب	12:01
غروب آفتاب	5:07

اطلاع عام

ہماری مشہور و معروف دوا

"حبوب مفید اٹھرا"

کی نقل تیار کر کے بیچی جارہی ہے اس لئے احباب کو مطلع کیا جاتا ہے کہ خریدنے سے پہلے اچھی طرح تسلی کر لیا کریں۔ بہتر ہوگا کہ ہم سے خریدیں یا ہمارے مقرر کردہ سٹاکسٹ سے خرید فرمائیں۔

مینیجر ناصر دواخانہ رجسٹرڈ گولبازار ربوہ

047-6211434، 6212434

طاہر ہومیوپیتھک کنسلٹیشن کلینک

ڈاکٹر مرتضیٰ احمد ایم بی بی ایس K.E ایم ڈی ایران

اللہ کے فضل سے ہر طرح کے پیچیدہ اور کرانک امراض کا تسلی بخش علاج کیا جاتا ہے۔ مشورہ کیلئے بالمشافہ ملیں یا اپنے مفصل حالات لکھ کر بذریعہ پوسٹ میڈیسن طلب کر سکتے ہیں

424-D فیصل ٹاؤن لاہور نزد گورمے بیکرز

0322-4223537 042-5221477

WEDDING PARTY EVERYDAY

SHARIF JEWELLERS

SINCE 1957

Rabwah

Aqsa Road 6212515 6215455

Railway Road 6214750 6214760

www.sharifjewellers.com

FD-10

پلاٹ برائے فروخت

جلسہ گاہ کے ساتھ سے بیوت الحمد جانے والی سڑک پر ایک عدد پلاٹ برقبہ دس مرلہ برائے فروخت ہے۔

رابطہ مکرم سید شاہد احمد صاحب فون نمبر: 0334-6365887

W.B

پروپرائٹر: وقار احمد مغل

Waqar Brothers Engineering Works

Corbide Daies Corbide parts

Silver Brose instruments.

Shop No.4 Shaheen Market Madni Road new Dhurm pura Mustfa Abad Lahore mob:0300-9428050

اعلان داخلہ

آکسفورڈ اکیڈمی دارالنصر غربی میں انگلش سپیکنگ کلاسز میں داخلہ جاری ہے۔ اس کے علاوہ IELTS کی کلاسز بھی شروع ہیں۔

برائے رابطہ: پروفیسر عامر نثار سید پرنسپل

آکسفورڈ اکیڈمی ربوہ Ph: 0334-3172928

الفضل روم کولر

جستی کولر، گیزر، گیس اوون، واٹر کولر آرڈر پر تیار کیے جاتے ہیں۔

ہر کمپنی کا AC خریدیں اور ہمارے منظور شدہ ڈیلر سے فٹ کروائیں۔ گیس اوون، AC سروس اور مرمت کا کام کیا جاتا ہے۔ AC کے لئے سٹیبلائزرز بھی دستیاب ہیں۔ ہر قسم کا واٹر پمپ اور بورنگ کا کام بھی کیا جاتا ہے۔

نوٹ: کولر، گیزر، گیس اوون۔ ہر قسم کا AC پرانا سستے کے ساتھ تبدیل کروائیں۔ نیز ہر قسم کی موٹر وائنڈ کروائیں۔

فیکٹری: 1-B-16-265 کالج روڈ نزد اکبر چوک ٹاؤن شپ لاہور موبائل: 0300-4026760 فون نمبر 042-5114822، 5118096